
سیرت
۱۰۰

معراج البیان

دی

احوال معراج حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از ہیم مشہدی

ماڈل انور پریس کمان چھتہ بازار میں طبع ہوا

باراول (۱۰۰۰)
قیمت ۱؍۲

پیش لفظ

خدا جانے کس خوش فہم نے "بگڑا شاعر مرثیہ گو" کہہ کر اپنی فہمیدگی ادب کی داد دی تھی کہ اس کا یہ جملہ وردِ زبانِ خلائق ہو جانے کے باوصف ہر نقاد اس امر کا معترف ہے کہ اُردو زبان میں مرثیہ کی صنف نہایت بلند ادبی شاہکار اپنے دامن میں رکھتی ہے اور مرثیہ گو شعراء نے اردو ادب کی وہ خدمت انجام دی ہے جو صرف انھیں سے ممکن تھی۔ میر انیس کا نام اس خصوص میں کسی بیان کا محتاج نہیں ہے چنانچہ حالی مرحوم نے اس کا اعتراف یوں کیا ہے کہ ؎

اُردو کو راج چار سو تیرا ہے — شہروں میں رواج کو بہ کو تیرا ہے
پر جب تک انیس کا سخن باقی ہے — تو لکھنؤ کی ہے لکھنؤ تیرا ہے

لیکن فرقہ وارانہ جذبات نے مرثیہ کو صرف ایک ہی فرقے کی میراث اور اسی کا میدان قرار دے رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ عام لوگ نہ اس سے پوری طرح واقف ہیں اور نہ اس کو حسنِ ادب سے لطف اندوز ہونے کے لئے مطالعہ فرماتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مرثیہ کے ہیرو امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت کچھ ایسی سیاسی پیچیدگیاں رکھتا ہے کہ ہم ہر شخص کو اس کے مطالعہ

کی دعوت بھی نہیں دیتے۔ اہل بیت رسولؐ سے محبت رکھنے والے حضرات کے دل خود اس جانب کھنچ جاتے ہیں لیکن میرے خیال میں مرثیہ جو مسدس کی شکل میں ہوتا ہے اگر اسے وسیع کیا جائے اور واقعات شہادت امام مظلومؑ کے علاوہ ایسے مذہبی واقعات اس میں درج کئے جائیں جو اسلام کے ہر فرقہ اور گروہ کے لئے باعث احترام ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسدس یا مرثیہ کی طرف پوری توجہ نہ کی جائے اور اس میں ادب کے وہ انمول جواہرات نہ ملیں جن کی تلاش ایسے اصناف سخن میں کی جارہی ہے جہاں وہ اتنے زیادہ نہیں ملتے اور ملتے بھی ہیں تو اخلاق و مذہب کا سارا سرمایہ ان کی قیمت بن جاتا ہے۔

میں نے اس مسدس میں حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کے احوال قلمبند کئے ہیں۔ اس کا مقصد مختلف فرقوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہے ساتھ ہی کوشش کی گئی ہے کہ ادب کی خوبیوں کو اس میں پیش کرکے یہ واضح کروں کہ عشقیہ شاعری افسانہ نگاری وغیرہ ہی سے ہمارا ادب معراج کمال کو نہیں پہنچ سکتا مذہبی شاعری بھی ہمیں اس مقام تک پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ نیت بخیر ہو۔ مجھے امید ہے کہ ادب کے سچے عاشقوں کو میرا یہ مسدس صحیح راستے کی طرف دعوت دے گا اور ساتھ ہی مجھے اور اس کے مطالعہ کنندگان کو نجات اخروی نصیب ہوگی۔

سید سکندر حسین فہیم

رُباعی

نظریں طرفِ روحِ دل آرا دوڑیں
حورانِ جناں پے نظارا دوڑیں
فردوس میں آمد جو پیمبر کی سنی
عنبر لئے فردوس سے سارا دوڑیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری

کیا اس کی ثنا ہو جو حسیں جان جہاں ہے

اللہ رے جلوہ کہ ہر اک شئے سے عیاں ہے

کیوں جا بجا ڈھونڈوں کہ بتا ہے تو کہاں ہے

دل میں مرے رہتا ہے اور آنکھوں سے نہاں ہے

بے دیکھے تری شان پہ ہر شخص فدا ہے

یہ پردہ نشینی کی ادا تیغ قضا ہے

چھپنے سے نہاں رہ نہیں سکتا ہے ترا حسن

خورشید میں کندن سا دمکتا ہے ترا حسن

ہر پھول کے جوبن سے ٹپکتا ہے ترا حسن

ہر آنکھ میں بجلی سا چمکتا ہے ترا حسن

ہر شے میں تری جلوہ نمائی نظر آئی

بت خانے میں جا کر بھی خدائی نظر آئی

ای شاہدِ غیبی ترے انداز سے قربان
سودے میں ترے ہو کے بہت چاک گریباں
ہیں تیرہ دلِ عشاق سے سرو پا بہ تیغ بدنداں
ہیں سینہ زن زرد و رخ و دیدہ پریشاں

غم میں ترے صدمہ ہے نہ کچھ بدمزگی ہے
جلتی ہے مگر شمع کی لَو تجھ سے لگی ہے

الفت ہے تری کار جمیل ای مرے پیارے

عاشق کو تو رکھتا ہے ذلیل ای مرے پیارے

ایوب رہے زار و علیل ای مرے پیارے

انگاروں پہ لوٹے ہیں خلیل ای مرے پیارے

کہتے تھے دھواں ہے دل آگاہ میں مولا

درویش کی دھونی ہے تری راہ میں مولا

ہے اس کی جگہ قلب گنہگار خجل میں
بے تاب یہی دل اس کیلئے خود جو ہے دل میں
آتش میں نہ پانی میں ہوا میں نہ ہے گل میں
مردم میں نہ نفس میں وہ ہے آنکھ کے تل میں

وہ ارض و سما میں ہے نہ خورشید قمر میں
کیا مجھ سے چھپیگا کہ وہ ہے میری نظر میں

گر عشق کی ہمت بڑی تو ناممکن بھی ہو گئی

ڈھونڈے گا تو مل جائے گی انہیں بھی ہو گئی

عشق ہو گا جو تجھ پہ تو اسے دید بھی ہو گئی

قربان جو ہو گا تو اسے عید بھی ہو گئی

جو تیرا گدا ہو گیا شاہی اُسے دیدی

دل جس نے دیا تو نے خدائی اُسے دیدی

مطلق ہے، جلوہ آرا

چھپنے پہ ہر اک شے سے نمودار تو ہی ہے

ظاہر تو ہی ہے، غائب تو ہی ہے، آشکار تو ہی ہے

طاعت کا محبت کا سزاوار تو ہی ہے

واحد تو ہی ہے، یکتا تو ہی ہے، غرض آشکار تو ہی ہے

طالب تو ملے پر ترا مطلوب بھی اک ہے

جس کی تجھے چاہت ہے وہ محبوب بھی اک ہے

یوسف کا ہو وہ نغمہ سر کہ اللہ کو بھی پسند ہ

سب کچھ ہیں بندے کی خدائی رسولِ اللہ

عزت ہیں غنی اور گدائی میں شہنشاہ ہ

سیکھا نہیں اک حرف پہ ہیں علم سے آگاہ ہ

خود حق نے پڑھایا ہی رسولِ دوسرا کو

کوئی نہ گھر کے دے یہ تامل تھا خدا کو

پیکر بے سایہ

بندہ یہ وہ بندہ ہے جو خالق سے قریب ہے

کرسی پہ مکاں فرش پہ قائم عرش نشیں ہے

دن رات کی خدمت کے لئے روح امیں ہے

یکتا ہے تحقیق ہے کہ سایہ بھی نہیں ہے

نوران کا سر چرخ بریں بدر بنا ہے

ذی قدر تھا سایہ سو شبِ قدر بنا ہے

یا سایہ نے یہ حسنِ خداداد جو پایا
بے ساختہ پیکر سے لپٹنے کو وہ آیا
وصلی کی طرح وصل ہوا جسم سے سایا
اب کس کو نظر آئے کہ پیکر میں سمایا

یا حق کو یہ تھا پاسِ رسولِ عربی کا
پردہ شبِ معراج کا سایہ تھا نبی کا

لو مل گیا مضمون ہوئی رحمت داور

سر اپنا جو یاد آیا ہے سر ہو گئی یہ سر

کیوں سر میں مرے مشک کا ہو رنگ سراسر

یہ اوج فقط سر کی بدولت ہی میسر

روشن ہے یہ ارباب نظر کی نظروں پر

ہمراہ نہیں سایہ ہے امّت کے سروں پر

ہر آنکھوں میں بھی اس سایہ سے تنویر و ضیا ہے

دونوں کے برابر ہے کہ انساں کو ملا ہے

اب ذہن کو دعویٰ ہے کہ مضمون نیا ہے

ہاں لعلِ نبیؐ خانۂ حیدرؑ میں چھپا ہے

زہراؑ میں ہے سب عکس رسولِ عربی کا

لو! آج کھلا فاطمہؓ سایہ ہیں نبی کا

نعتِ محمدِ عربی

دیباچۂ دیوانِ شرافت میں ہے شامل

سرنامۂ مکتوبِ سیاست میں ہے شامل

زینت زاقبال و جلالت میں ہے شامل

بسم اللہ قرآنِ رسالت میں ہے شامل

گو خلق میں تقدیر کی تدبیر سے آئے

دُنیا سے جو نفرت تھی تو تاخیر سے آئے

اے نام خدا کیا شرف و جاہ ہے کیا نام

رحمت سے ورا اجر بشر سے جبریل ورا نام

دربار الٰہی میں بڑی قدر بڑا نام

احمد نے اسی وجہ سے پائیں رکھا نام

اُمت کا دم نزع بھی ارمان نکل جائے

محبوب کا جب نام سنیں جان نکل جائے

اوروں کو یہ اعزاز ملا اور نہ منصب

ان کی نظر اثر ہے ان پہ نظر رب

طالب ہے ملائک یہ ہیں مطلوب کا مطلب

وہ فیض ہے ہر فیض ہیں وہ رب کے مقرب

ربط اس سے نہ ہوتا تو یہ برتاؤ نہ ہوتا

محمود محمدؐ تھا اگر واؤ نہ ہوتا

وہ خدا ہی تو ہے جسے سمجھے مرے حضرت

وہ قلزم ہے جس میں ہے آئینۂ وحدت

وہ معنی تو ہیں جس سے بنی سورت

وہ نور ہے جو طور پہ جس حسن پہ حیرت

لفظوں میں وہ احمدؐ ہی تو معنی میں احد ہی

یہ میم جو اس میں ہی فقط بہر مدد ہی

مہر نبوت

آفاق میں ایسا کوئی ذی جاہ نہیں ہے

اللہ کو یوسف کی بھی چاہ نہیں ہے

وہ کون پیمبر ہے جو آگاہ نہیں ہے

جب کچھ ہے یہی ہے، ہمہ اللہ نہیں ہے

واللہ! کہ اللہ نے شان اپنی دکھا دی

جب خاتمۂ حسن کیا مہر لگا دی

حیرت ہوئی کہ مہرِ جبیں پہ نہ لگائی

خالق نے نبوت کی سند آپ چھپائی

پر خاص کسی بات مرے ذہن میں آئی

حضرت نے جو دنیا کی طرف پشت پھرائی

چہرے پہ نہ ماتھے پہ نہ انگشت پہ کی مہر

دنیا کے دکھانے کے لئے پشت پہ کی مہر

ہاں آپ ہی محبوب ہیں اور نام بھی پیارا

یاں ورد ہے سرکار مدینہ کا سر یہ پکارا

یہ زینت فردوس ہے یہ عرش کا تارا

اس نام سے کا بیکنا زینا سب نے سنوارا

انداز زمانے سے نرالا ہی رہے گا

سجدے میں بھی نام آپ کا بالا ہی رہے گا

اے چشمۂ فیض و کرم اللہ نے ترا ذکر

اچھا تری مدح ہی تسبیح جہاں ذکر

جنت تری الفت ہی اگر ہو سکی وارد ذکر

جو ذکر عبادت ہو پھر اس ذکر کا کیا ذکر

جب نام حضور آئے گا تب اوج بڑھے گا

میں کیا مرا اللہ بھی صلوات پڑھے گا

یوسفؑ کی طرح حضرت یعقوبؑ کے محبوب

اویسؓ کے معشوق تو العیبؓ کے محبوب

طالب کے جو طالب ہیں تو مطلوب کے محبوب

مشتاق کے مشتاق ہیں محبوب کے محبوب

موسیٰؑ کو تو دیدار الٰہی کی ہوا ہو

دیدار محمدؐ کا طلبگار خدا ہو

جب بھی کوئی یہ آواز سن جاؤ
اے روح امیں اب میرے محبوب کو لاؤ
ہر سمت جگا کر میرے پیارے کو سناؤ
سب حور و ملک آئے مشتاق ہیں آؤ

ہر چند کہ معبود تو ہر وقت قریں ہے
بے تاب زیارت کے لئے عرش بریں ہے

یمن کے مالک آپ کی درگاہ پہ آئے
اس یوسفِ ثانی کو مگر خواب میں پایا
پہلوں سے ملے کمال نصیبے کو جگایا
جاگے تو یہ آداب بجا لا کے سنایا

اے فخرِ رسولانِ سلف! فخر کی جا ہے
اللہ غنی! حق نے تمھیں یاد کیا ہے

القصہ کہ حضرت نے قدم اپنا اٹھایا
جبریل نے رہوارِ بہشتی پہ بٹھایا
اس رخشِ ہمایوں نے تماشا یہ دکھایا
ساتھ اُڑ نہ سکا تن سے بچارہ گیا سایا

دیکھا کہ حسین بھی ہے دلاور بھی جری بھی
حیوان بھی، انساں بھی فرشتہ بھی پری بھی

اس رخِ بہشتی پہ چڑھے جب شہ جمہور
پھر جلوۂ رخسار ہوا نور علیٰ نور
اس نور کے پیکر کو اڑا لے گئی وہ حور
مکّے سے مدینے میں مدینے سے سوئے طور

دل سوزیٔ شیدا کا قرینہ نظر آیا
عاشق کا جگر طور کا سینہ نظر آیا

چرخِ اول

منزلِ ماہ و آدم

لو! عالمِ بالا پہ گئے سرورِ عالم

پہنچا فلکِ ماہ پہ وہ نیرِ اعظم

ہنستے ہوئے جنت سے برآمد حضرتِ آدم

مہتاب نے نعلین کے بوسے لیے پیہم

اک شور ہوا چرخ پہ ابرِ کرم آیا

مہتاب میں تاب آ گئی آدم میں دم آیا

چرخ دوم طلائی

دیبا فلک کا مقام

کرسی آن میں پھر جب چرخ دوم پہ آگئے سرور

سرندان سا و کہکشاں ہوا ایا یا فلک ہے زر

جب چرخ طلائی پہ آگئے شاہ والا انور

ہے آیا و بے فلک کر ح کا دوم

فرمایا کہ مدّاح جد و کد نہ کریں گے

ہرگز یہ عطارِد کی عطا، رد نہ کریں گے

منزلِ زہرہ و یوسف میں جو صبحِ سوم

پھر ہیں سے گردوں پہ تماشا نظر آیا

زہرہ نے وہاں شرع کا قانون بجایا

جبریل امیں نے سُرِ نغمہ اسی سے ملایا

طالع نے قرانِ مہ و خورشید دکھایا

لیکن مہِ مصری تو حلاوت سے بھرا تھا

خورشیدِ مدینہ تہِ تمکین تھا یہ مزا تھا

چرخ چہارم

منزلِ آفتاب و عیسیٰ

پھر چرخ چہارم پہ عجب لطف اٹھایا

اک تاج زری بہر منور کو پہنایا

خورشید کے دن پھر گئے عیسیٰ میں دم آیا

اعجاز مسیحائی نے عیسیٰ کو جلایا

کچھ حد ہی نہ تھی حضرت عیسیٰ کی خوشی کی

پروانگی پائی جو حیات ابدی کی

منزل بہ منزل بہرام فلک یعنی چرخ نہم

پھرنا کبھی گردوں پہ یہ صورت نظر آئی

بصورت شہنشاہ و والا صفت نظر آئی

اک خلق جسے اعجاز یارت نظر آئی

کیسی اسد اللہ کی ہیبت نظر آئی

ہر شخص پسینے سے شرابور ہوا ہے

بہرام فلک ڈر سے لب گور ہوا ہے

چرخِ ہشتم نافعِ ہشتم

پھر چرخِ ہشتم پہ جو آئے

اک در کو وہاں دیکھے ششدر ابعد سرو

وہ اوج و بلندی صفتِ بختِ سکندر

جبریل نے سرہ کیا یادِ حیدرِ صفدر

ظاہر ہوا نار اس کے پسِ پشت نہاں ہے

یہ حیدرِ صفدر کی طرح باب اماں ہے

فرمایا کہ احوالِ جہاں ہم بھی تو دیکھیں
شانِ غضبِ خالقِ آدم بھی تو دیکھیں
امت کے گنہگاروں کا عالم بھی تو دیکھیں
اب ان کو طلب ہے تو شفیعِ امم بھی تو دیکھیں

دیکھا تو وہیں شمع شب افروز ہوئی آگ
جو دل کو جلاتی تھی وہ دل سوز ہوئی آگ

جہنم کا منظر

وہ آگ کا گھر، آگ کے در، آگ کی دیوار

وہ آگ کے سنگ و نخل، آگ کے گلشن، آگ کے گلزار

بیلوں کے عوض شعلے ہوئے آگ کی وہ مار

وہ زر کے خریداروں میں گرم آگ کا بازار

بھولا زر و زیور دلِ مضطر یہ جب آنچ آئی

سونے کے دھوئیں اُڑ گئے خود سر پہ جب آنچ آئی

وہ آگ کی زنجیر سے کاعمل صورت نالا

وہ گرز کہ الماس سے بھی ٹوٹنے والا

وہ سناں پہ سر رکھ تیغ نیزے پہ آنکھ میں بھالا

محسن کے جسم داغ سے وہ فوارِ شہید وہ کالا

داغ کوئی جز قاتلِ عنتر نہیں اِن کا

جز الفتِ قربیٰ کوئی مظہر نہیں اِن کا

کیا کیجیے وہ شرفائے کتابی سی کی خرابی

تزئین ہے وہ زیبائے گلابی سی خرابی

زانی کی وہ خواری وہ شرابی سی کی خرابی

رسوائی سی رسوائی خرابی سی خرابی

غل تھا کہ عنایت ہے یہ خوبانِ چگل کی

یہ آگ لگائی ہوئی ہے حضرتِ دل کی

کہاں سے پیں ستمگر صفت کباب دری آگ
پانی کو کرے برق وہ شوخی کی بھری آگ
بھڑکے تو سمندر میں بھی چھوڑے نہ تری آگ
بھڑکانے میں معشوق بھڑکنے میں پری آگ

پانی بھی تو تیزاب ہے، دوزخ کے کنویں کا
بھڑکے ہوئے شعلوں کی زمیں چرخ دھویں کا

جوں شعلہ لرزتے ہیں جو راتیں تھی ہوات

وہ داغ اٹھاتے ہیں جو یاں نقش تھی دنیا

ہیکل اُن کی ڈرانی ہی ڈرتے جو نہ نظارے

جب چھوڑتے وہ آنکھ جہاں سے نہیں جاتے

اِس لذتِ بے جا سے عجب بدمزگی ہے

تن میں صفتِ دزدِ حنا آگ لگی ہے

وہ دیوی کی صورت سیاست کی ماتا دشمن جانی

دیکھیں وہ وہ بھیانک سپنے وہ صدا آنسو کی روانی

ترس اس کو کھلائی اُسے کھولا ہوا پانی

سو پیٹ بھرا پر نہ بجھی تشنہ دہانی

یہ پیاس کی شدّت ہے کہ دم پھول رہا ہے

یہ سود کا پھل ہے کہ شکم پھول رہا ہے

ستوں کے غرور ارگ میں کافور ہوئے ہیں

شیشے کی طرح کاسۂ سر چور ہوئے ہیں

جو ٹیک کر جا بیٹھے وہ مجبور ہوئے ہیں

ہر سوار کے دل میں پیکاں ناسور ہوئے ہیں

سب قہرِ الٰہی کی علامت نظر آئی

جو سُور پُھکا اُس کو قیامت نظر آئی

منہ سے وہ زبان نکلی ہوئی عہد شکن کی
شعلے کی طرح اڑتی ہوئی رال دہن کی
پھر آگ کھلاتے ہیں کہ تیزی ہو جلن کی
چھری سی ہر موذی کے لئے ناگ کے پھن کی

زہر اُن کے لئے جھوٹی قسم ہو گئی گویا
توڑا جو قسم کو تو وہ سَم ہو گئی گویا

فلکِ ہفتم

اب سات طبق طے کے فلک نہم کو آئیں

آنکھیں بھی نگاہیں بھی حجابوں کو اٹھائیں

مردم کو سماں ساتویں گردوں کا دکھائیں

پلکوں سے وہ حوریں مری لیتی ہیں بلائیں

نظروں میں سمایا ہے مری خلد کا باغ آج

ہے ساتویں گردوں پہ ثنا خواں کا دماغ آج

داڑھی سے حسیں تر جو خطِ سبز کی یاری

زحمت سے شگفتہ ہوا وہ گلشن باری

اترائی ہوئی لالی جس سے بادِ بہاری

صلوات ہر اک نرگسِ مستانہ سے ہوئی جاری

خود تختۂ در جھک گئے آغوشِ ستوں پر

محراب نظارے کو چڑھی دوشِ ستوں پر

ساقی نامہ

ساقی ترے جس سلسلہ میں پیتے ہیں وہ نشے لا

اس غیرت خورشید کی ضو بزم میں پھیلا

ناقہ کو بھی مجنوں جو بنا دی ہی وہ لیلا

زاہد کا بھی دل جس سے نہ میلا ہو وہ مے لا

سب خلق خدا تیری زمیں چوم رہی ہی

میخانے پہ رحمت کی گھٹا جھوم رہی ہی

رندوں نے "سقاہم" کی خبر پائی ہے ساقی

جنت کو ہوائے چمن آرائی ہے ساقی

بوئے گلِ تر باغ میں اتر آئی ہے ساقی

نیساں نے کلا در کھول بہار آئی ہے ساقی

پھر جھوم کے مستانِ مئے خم غدیر آئے

ساقی ترے ہاتھوں کی لکیروں کے فقیر آئے

وہ مے کہ بنی جس پہ نگہ خالقِ ہمہ دل
وہ جام کہ جو دور میں قرآں سے ہی شامل
پرکھا اسی پیمانے سے حق نے حق و باطل
نعمت کا کیا خاتمہ ایمان ہوا کامل

جب تک کہ نہ خود پیرِ مغاں سوئے خم آیا
کب آیۂ "اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" آیا

جنت کا سماں

اے مست ولا دیکھ وہ جنت نظر آئی!

عرش سے کسی حور کی صورت نظر آئی

جلوہ تھا کہ اللہ کی قدرت نظر آئی

گھر ہو گیا دل میں وہ عمارت نظر آئی

دُر کے کہیں در اور گہر کے کہیں گھر ہیں

سونے کے شجر کا گماں ہو وہ شجر ہیں یا!

وہ تازہ نہالوں کے نئے رنگ کا عالم

وہ سبز ورق لڑکوں کے اعمال کے نامے

وہ غنچے وہ گل بوٹے وہ شبنم کے تماشے

وہ اس کے ہمہ رنگ کے شگوفوں کے عمامے

سبزان چمن حسن کی دولت سے غنی ہیں

گر پھول حسینی ہیں تو پتے حسنی ہیں

نرگس کی خوبی وہ پیڑوں سے دوبالا
وہ چاندنی کے پھول گرا آنکھوں سے کاجالا
سیب سے شیریں بے بار پہ لالا
وہ بادۂ گلرنگ کا پیالہ وہ گل لالا

شوخی کا وہ عالم وہ سماں جلوہ گری کا
حوروں میں نہ کیوں رنگ جمے لال پری کا

ہر نخل کی شان اور ہر اک گل کی چھب اور

گلزار کی زینت اور فضا اور ہوا اور

سمن کی جوا اور شبنم کی صبا اور

اس پہ بھی ہے نغمہ خدا ہی کہ ذرا اور

اس طرح بڑھا حسن جناں حکم خدا سے

جس طرح کہ ایمان شہِ مرداںؑ کی ولا سے

وہ حسن کہ تھا سب میں ہی کچھ تو نہ تھی تاب
سبزے کا کھلے وہ گل تر مضمون کو تھا تاب
چشم وہ کہ جس پہ ہے سخنداں کو تھی تاب
یوسف کو وہ تارے نظر آئیں کہ نہ خواب

ہاں فکرِ شبر رازِ جہاں پا نہیں سکتی
یاں تک مرے مضمون کی ہوا جا نہیں سکتی

[illegible]

خود حسنِ خدا داد پہ ناز اُن کو بڑا تھا

چوٹی کا جو زیور تھا پسِ پشت پڑا تھا

فصلِ دنیا وقت بہ بسیں وہ سنہری
پھولوں میں وہ سبزی کا سبیں لگی کیسی گہری
وہ خواب سا فرش اور وہ سونے کی سی بکھری
وہ سرد ہوا سے گلزار ... بھری

آثار تبسم وہ شگوفوں کے دہن میں
خوشبو بھی ہوا کھانے کو نکلی تھی چمن میں

وہ چمن چمن پہ کہیں کہیں بیلا کہیں بیلا

آزادہ روی سرو و نیم شاداں وہ کیلا

وہ باغ کی صف پہ کہیں پپیتے کہیں کیلا

پیہم سلسلے ہیں ثمر نغول کا وہ میلا

کچھ نخل ہیں ایسے کہ زمیں چوم رہے ہیں

یہ حسن کا نشہ ہے کہ سب جھوم رہے ہیں

ہالہ کا دو شکل جامہ منڈھا ہوا تھا

ہر تھیا موتی سے بھی جو برش ہوا تھا

جو چاندنی کا پھول تھا مہکا ہوا تھا

مخمل سادہ سبزہ پہ تن خواب ہوا تھا

سبزے پہ گرے چاندنی کے گل جو چمن میں

ثابت ہوئی تاروں کی قبا خضر کے تن میں

یاقوت جھلک ہو جو نگیں میں نظر آئے

مرجان کا نقش جھول سے جبیں نظر آئے

جوہر کا مکاں دُر کا جزائر وہ نظر آئے

جب دیدۂ نظر سے کہیں بیت نبی نظر آئے

اللہ رے شرف نام شہنشاہ رسل کے

دروازے بھی یا عقدہ کشا کہتے ہیں کھل کے

ہر صبح نبی کے وردوں پر پڑھیئے

پھولوں پہ بھی پیارے شجروں پر پڑھیئے

ہر لمحۂ جذبات کے پردوں پر پڑھیئے

سب اُن کے غلاموں کے سروں پر پڑھیئے

آنکھوں میں بھی اس نام سے تنویر و ضیا ہے

مردم میں یہ غل ہے کہ نبی عین خدا ہے

قلب چمن جس میں اک بارہ دری ہے

روشن ہزاروں سے کہ چراغوں سے بھری ہے

جو اس میں شجر ہے وہ عقیق شجری ہے

پھولوں سے پتنگوں سے حسینوں سے بھری ہے

گرد اس کے ہر اک عاشق سرور کا محل ہے

امت کے محلے میں پیمبر کا محل ہے

ایک قصرِ معلق ہیں جیسی ٹوپی سر پر ہے

قدسی کو نہ دواں تا نظر سے بڑی تنگی ہے

بالا ہستی کی ایسی کہ نظر ہے

گویا چمن خلد میں چوبی کا وہ گھر ہے

حیران ہی شوکت کہ عجب شوکت وشان ہی

حوروں کے اشارے ہیں کہ زہرا کا مکاں ہی

گر قصر میں معصوموں کو بہلاتے ہیں اعدا پیٹ

منہ دھوتے ہیں اس کاسے سے نہلاتے ہیں اعدا پیٹ

گھٹن کی اردو شش پیر آسے ٹہلاتے ہیں اور پیٹ

منہ چھیر سے نہلاتے کبھی سہلاتے ہیں اور پیٹ

کیوں ناز اٹھاتے ہیں ہر اک ماہ لقا کے

بچے ہیں یہ سب امت محبوب خدا کے

اس سمت نظر آگیا اک شجرۂ سبز

سرسبز جگہ سبز تھے گل و برگ و ثمر سبز

ہر شاخ ہری اور ہرا اک پھول کا زر سبز

پھل آکے جب اس پاک کے تو اندر سے گہر سبز

فرمایا عجب شانِ خداوندِ غنی ہے

خود حسن پکارا کہ نہالِ حسنیؑ ہے

اس سمت نظر آگیا اک نخل جناں لال لال

وہ برگ عجائب وہ شگل نورفشاں لال لال

گویا یاقوت سے بھی غنچے کا وہاں لال لال

اس نخل کی تعریف میں ہے کوئی جناں لال لال

رنگت نے کہا جلوۂ عینی یہ شجر ہے

کیونکر نہ حسیں ہو کہ حسینی یہ شجر ہے

جبریل سے پوچھا تو کہا راز خدا ہے

یہ سبز نہال حسن مجتبیٰ ہے

اور سرخ قبا تنجی بسرو ذیشاہ شہیدا ہے

اب آپ سے کیا عرض کروں جو نتیجا ہے

دونو پہ ستم ہوں گے شقاوت سے عدو کی

وہ زہر کی سبزی ہے یہ سرخی ہے لہو کی

جنت میں نواسوں کے لئے اشک بہا ہے

سارہ یہ جسے چشمۂ رحمت میں بہا ہے

جب عید میں اک غم سے سر تو جھکا ہے

یا شاہ کہ سر نیزے پہ سجا ہے گرا ہے

حسرت ہے کہ پوری مری امید ہو مولا

پڑھیے جو دوگانہ تو مجھے عید ہو مولا

اول کی طرح دوسری رکعت ہوئی آخر

سب ارکان ادا ہوگئے طاعت ہوئی آخر

جب پیش نبی کی عرض زیارت ہوئی آخر

میرا ہو سلام اب کہ عبادت ہوئی آخر

اب ساتھ چلوں یہ مری طاقت نہیں مولا

آگے مجھے بڑھنے کی اجازت نہیں مولا

واں سے جو چلے سوئے عرش نہ تھا آپ کے ہمراہ

کس آپ تھے کس ذات خدا آپ کے ہمراہ

یا آل محمد کی ولا آپ کے ہمراہ

یا پنجتنوں کی دعا آپ کے ہمراہ

چلایا براق آپ کہاں چلتے ہیں مولا

یا اس عرش تصور کے بھی پرے چلتے ہیں مولا

کوئی بھی اب ادھر کوئی آ نہیں سکتا

یہ طلسم ہے ایسا اس طرح کہ کوئی توڑ نہیں سکتا

میرے تعاقب سے کوئی جادو نہیں سکتا

اس ارادہ ہی سے کسی سرتاب ہو نہیں سکتا

یہ سن کے تحیر میں شہ بحر و بر آیا

فر فر ادھر آتا ہوا رف رف نظر آیا

صلوات پڑھو آپ گئے عرشِ علا پہ
لوٹا تھا مزہ لطف سے محبوبِ خدا پہ
روشن ہی پہ گرمہ حال کلیمؑ اہلِ ولا پہ
جب طور پہ پہنچے تو صدا اٹھی یہ صدا پہ

لازم ہے ادب اس کا یہ تعظیم کی جا ہے
نعلین اتارو کہ یہ وادیٔ طویٰ ہے

پہ عرش پہنچی جو حبیب کی سواری

ازرہِ ادب پاؤں سے نعلین اتاری

پہ عرش منور نے ندا دی حقِ باری

محبوب کا دیدار ہے سرکار تمھاری

حسرت میں ہی خود عرش نہ شرمائیے سرکار

پہنے ہوئے نعلین چلے آئیے سرکار

اب جس نظر سے نہ تیروں کا گذر ہے

رحمت یار ادھر سے ناز کا انداز ادھر ہے

اس آنکھ کا پردہ ہی فقط پیش نظر ہے

عاشق ہی کو معشوق کی خلوت کی خبر ہے

اے صلِّ علیٰ! کیا شہِ والا کا شرف ہے

و حسین کا مذکور تو ادنیٰ سا شرف ہے

وہ بیسیں کا احوال ہیں ادراک سے باہر کیوں کر

واں عاشق و معشوق تھے پردہ شہود سے کیوں کر

اب تک بھی ہے بھید کہوں سے کیوں کر

اب کس کی ہمت ہے کہ بیاں پردہ کہوں کیوں کر

آئی یہ ندا آؤ چلے آؤ محمدؐ!

یاں غیر نہیں کوئی نہ شرماؤ محمدؐ!

کس نار سے جلے کہ پریشاں ہے مرا حال

جب پائیں گے تو عنایت ہوں پر و بال

اس بندۂ مہ جبیں کی وہ حرمت نہ وہ اقبال

حق نے کہا پیدا ترے سر پہ بھی تو ہیں بال

یہ بال کھلیں اور نہ ملے عرش ستم ہے

بخشوں ابھی عالم کو ترے سر کی قسم ہے

بالوں کو کسی سے بھی نہ نسبت رسا دو

کہے ہیں جو برے بال تو جنت کو پریشاں دو

امت سے نہ پائندہ اعمال جو بالا دو

یہاں کس نے بہ انگشت ہو کس کے بالا دو

کم رکھتے ہیں کیا عزّ و وقار آپ کے گیسو

خود ناقۂ شبیرؑ مہار آپ کے گیسو

شر نے کہا یہ بڑے لوگ تو اسرار سناؤ

جبریل سے کون اس کا ہے جو حقدار ہے بتاؤ

آدمی پہ بڑا شرم ہے آیا اوں کلیش نہ جھکاؤ

تھا سجدۂ تعظیم تمہیں سر تو جھکاؤ

سجدے سے فقط اوج تھا منظور تمھارا

پیشانیٔ آدمؑ میں جو تھا نور تمھارا

وہ خاک سے تھے نور، وہ قطرہ تھے گہر
وہ نسل بظاہر تھے، حقیقت میں شجر
وہ باپ تھے نسبت سے، چمن میں تو پسر
سمجھو تو یہی، وہ تھے شجر تم ثمر

کیا خاک تھے آدمؑ کہ ہوئے خاک کے مالک
اور آپ کہ ہیں آیۂ "لولاک" کے مالک

پھر دیکھئے گندم پہ وہ داغ عتب جبیں دم
فردوس عُلا سے بھی نکالے گئے آدم
یہ آپ کی کرامت کی یہ قدر ای رشتۂ عالم
کرتے ہیں گنہ اور نہیں دیتے سزا ہم

مطلب تھا کہ الزام نہ یوں دیجئے پیارے
کچھ سوچ کے عاشق کا گلہ کیجئے پیارے

کسی کا عوض کسی کو اور ادریسؑ کو جنت میں ملا پایا

سیکھا اس کا عوض زیست میں خضرؑ نے زندہ پایا

ازل پہ ہمارا سر ہے تیغ پہ یسین کا پایا

تب بخشے الٰہی نوحؑ کو طوفاں سی کیا پایا

کیا نوحؑ کی کشتی کا عوض ہم کو ملا ہی؟

لو اور وہ شکوہ نہ سہی یہ تو گلا ہی

۹ ے

آئی یہ ندا ڈوب گیا نوحؑ کا لال

اور ڈوبتے بیٹے کو سنبھالے گی تری آل

جو آل کی کشتی میں رہا اس کا تو بنا حال

گر اس سے کنارا کیا ابتر ہوا احوال

چھوڑا تو مصیبت میں گرفتار ہی بیڑا

اس ناؤ میں جو بیٹھ گیا پار ہی بیڑا

کس غرض ہوئی بانی کو سب کی یہ حیرت
بخشا مرے خالق نے انھیں سب سے فضیلت
فرمایا کہ سب سے اس نے زیادہ دی عزت
ان کو مری الفت تھی مجھے ایسی محبت

دیکھو شرف اُن کے تو بہت آپ سے کم ہیں
اپنا وہ خلیل اور خلیل آپ کے ہم ہیں

پھر بولے کہ صالح کو عنایت ہوا ناقہ

ممکن ہی کہ اس رنج سے ہو جائے افاقہ

فرمایا بھلا آپ سے کیا ان کو علاقہ

کیا ان کا وہ ناقہ کہ وہ میکو ہم آزاتا

گویا ہی سروپا کا یہاں فرق محمدؐ

ناقے سے براق آپ کا ہی برق محمدؐ

کس عرض کہ موسیٰ کا شرف ہم نے نہ پایا

جلوہ انہیں دکھلا کے کلیم اپنا بنایا

آئی یہ ندا رب نہ ملا آپ سا کا پایا

وہ چھوڑ کے آئے تمہیں تا عرش بلایا

وہ دور تھے دربار میں سرکار کھڑے ہیں

وہ غش ہوئے پر آپ تو ہشیار کھڑے ہیں

تھا گر کلیم ان کا لقب اے مرد بہم

کب اپنی زباں اپنے لب ان کو تھی بہم

گر اپنے عصا کو وہ بنا دیتے تھے اژدر

یاں ہم نے بنایا ہے ترے بھائی کو حیدر

وہ ڈر گئے اژدر سے بڑھا ہاتھ ولی کا

موسیٰ کی وہ پیری تھی یہ بچپن تھا علی کا

اس دن کہ ہیں ناگاہ چھڑا روز قیامت

اُمت کے گنہگاروں کی فرمائی شفاعت

ایسی کسی مرسل نے تو تھی خلق کی ہی بات

بخشی گئی یوں باتوں ہی باتوں میں اُمت

شافع کوئی آیا نہیں ہادی تو مدام آئے

اچھا تو وہی ہے جو بُرے وقت میں کام آئے

بعد اس کے سب اولیاء کے ناموں کو بھی دیکھا

پھر لوح پہ محفوظ اماموں کو بھی دیکھے

اور عرش پہ ان لوگوں کے ناموں کو بھی دیکھا

ہمسر کرے مولا نے غلاموں کو بھی دیکھا

پھر شیر و برنج آ گیا اک کاسۂ زریں

احمد کی ضیافت ہوئی محمود کے گھر میں

زخمی ہوا طائرۂ حضرت باری

آئی سوئے کربلا مولا کی سواری

جب گرد اڑی سہیں سے چھپ گئی باد بہاری

سر پا کے گھڑی دو صبر کی تھی ابھی بے بھاری

بستر میں جو خوں گرمیٔ صد غم نظر آئی

زنجیر در اک لرزش پیہم نظر آئی

فانوس نظم پر اب کہ جہاں وجد سخنداں ہے

اشعار ہیں یا کہ تر و نسیم رواں ہے

اور نعت تو شعر یا نرگس شوں کی زباں ہے

معراج کا کیا ذکر کہ معراج بیاں ہے

حسّان و فرزدق کے شرف تجھ کو خدا دے

کیا خوب مسدس لکھا اللہ جزا دے